ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری

شعبہ اردو جامعہ پشاور

نوید علی خان

پی ایچ۔ڈی اسکالر شعبہ اردو جامعہ پشاور

خیبر پختون خوا کے اُردو افسانہ نگاروں کے ہاں سیاسی و ثقافتی عناصر و رجحانات کا مطالعہ

Dr. Badshah Munir Bukhari
Department of Urdu, University of Peshawar.
Naveed Ali Khan
Ph.D scholar Department of Urdu, University of Peshawar.

A study of political and cultural elements and trends by Urdu fiction writers of Khyber Pakhtunkhwa

The structure of social life stands on the pillars of politics, society, literature and civilization. All these references are very effective and powerful but the political reference is very important because the changes that take place in politics have political and social and cultural implications and changes. These changes bring good results and benefits, at the same time, human life is full of revolutions and difficulties. Culture is a manifestation of a nation or a nation's decency, social customs, moral values and traditions. Culture is a mixture of a nation's craftsmanship, products, ideas, habits and values. Culture is also a set of customs and values that exist in a society and are followed by all the people in that society. The political and cultural elements and trends of Khyber Pakhtunkhwa fiction writers have been studied in this research paper and its various forms and experiences have been examined from an analytical point of view.

Key Words: *Political, Cultural, Urdu Fiction, Khyber Pakhtunkhwa, Writers, Society, Ideas, Values.*

دنیا کے تمام خطوں کے انسانی سماج کے لیے تہذیب، تمدن، ثقافت اور انگریزی لفظ کلچر کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ الفاظ بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ اِن الفاظ سے دُنیا کے رسوم ورواج اور طور طریقوں کا پتہ چلتا ہے۔ یہ الفاظ دُنیا کے علوم وفنون میں باقاعدہ اصطلاحات و تصورات ہیں جو ایک ایسے معیار کی عکاسی کرتے ہیں جس سے دنیا

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

کی کسی بھی قوم کے سماجی مزاج اور ذہنی و تخیلاتی رجحان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تہذیب کسی سماج، معاشرے، نسل یا عہد کا مجموعی تاثر ہوتا ہے۔ تہذیب نام ہے فکر، عقیدے، سوچ، خیالات اور تصورات کا اور ثقافت کسی قوم کے تمام افراد کی مشترکہ مساعی کا نتیجہ ہوتا ہے۔(۱)

ثقافت ایک قوم یا کسی قوم کی شائستگی، سماجی رسومات، اخلاقی اقدار اور روایات کا مظہر ہوتی ہے۔ ثقافت ایک قوم کی ہنر مندانہ دستکاریوں، مصنوعات، خیالات، عادات اور اقدار کا آمیزہ ہوتا ہے۔ ثقافت معاشرے میں موجود ان رسوم ورواج اور اقدار کے مجموعہ کو بھی کہا جاتا ہے جن پر اُس معاشرے کے سارے لوگ عمل کرتے ہیں۔(۲)

تہذیب و ثقافت کو علوم و فنون، نظریات و تصورات، نظریات و عقائد، زبان و ادب، موسیقی و مصوری، رسوم وروایات، اخلاقی اور مذہبی اقدار، عادات و خصلتیں، پیار و محبت کے نظریات و تصورات اور اسلوب حیات قرار دے سکتے ہیں۔ تہذیب اور ثقافت انسانی اجتماع کے کل اور مجموعے کا نام ہے اور سماجی حوالے سے اس کل کے ہر جز کی اپنی تاریخی اہمیت ہوا کرتی ہے۔ تمدن کو تو عام لوگ فرسودہ رسوم ورواج اور طور طریقوں میں جدت کہتے ہیں اور تمدن کو شہری طرزِ معاشرت و معیشت کا نام دیتے ہیں۔ تمدن کو ہم شہری زندگی قرار دے سکتے ہیں۔ تمدن کسی شہری قوم کے طور طریقوں اور طرزِ معاشرت کا نام ہے اور اس میں وہ تمام قاعدے اور اُمور شامل ہیں جو ہماری معاشرت اور مادی زندگی سے وابستہ ہوں۔

معاشرتی زندگی کا ڈھانچہ سیاست، معاشرت، ادب اور تہذیب کے ستونوں پہ کھڑا رہتا ہے۔ یہ تمام حوالے بہت زیادہ موثر اور توانا ہیں۔ لیکن سیاسی حوالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ سیاست سے جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں وہ سیاسی و سماجی اور ثقافتی حوالے سے اثرات اور تبدیلیاں لاتی ہیں یہ تبدیلیاں اچھے نتائج اور فوائد لے کر دیتی ہیں لیکن ساتھ ساتھ انسانی زندگی کو انقلابات اور مشکلات سے بھی دوچار کرتی ہے۔

ادب اور سیاست کا تعلق نیا نہیں ہے بلکہ بہت پرانا ہے۔ جب انسان سچائیوں سے کام لیتا ہے تو دل اُس کی زبان کا دوست بن جاتا ہے اور ادیب سچے حقائق کو پیش کرتا ہے اور نئے عزم کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔ ہمارے معاشرے کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جو موجودہ اور گزشتہ صدی کی حشر سامانیوں کا شکار نہ ہوا ہو۔ جب ادیب نے معاشرے کے ان کج رویوں کو اپنے من کا حصہ بنایا تو ایسے میں ادیب پر قدغنیں لگ گئیں اور دھمکیوں سے اُس کو خاموش کرایا گیا۔ ادب سیاسی اشتعال کا نام نہیں اور نہ ہی کسی کی تائید کا پلیٹ فارم ادب تو معاشرے کا عکاس ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ادب محسوسات کا خوبصورت اظہار ہے جو سماج کو حسن اور خیر، امن اور محبت کا پیکر اور معاشرے کی اصلاح کے لیے سیاست کو صحیح سمت دکھاتا ہے اور یہی امر وہ رمز وایما سے پیش کرتا ہے۔ (۳)

ادب چونکہ تنقیدِ حیات کا نام ہے اس لیے ادیب زندگی کے تمام گوشوں کو اپنے ذہن کے دریچے سے گزارتا ہے۔ ادیب کو یہ شعور ہوتا ہے کہ وہ اِرد گرد ماحول کو موضوع بنائے۔ (۴)

افسانہ نگاروں نے سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ سیاست اور ثقافت کو بھی موضوع بنایا ہے۔۔ صوبہ خیبر پختونخوا تہذیبی و ثقافتی، سیاسی اور تاریخی حیثیت کا حامل صوبہ رہا ہے۔ اس خطے کی مٹی کی یہ خصوصیت ہے کہ علم و ادب کے میدان میں اُس نے ایسے نامور لکھنے والوں کو جنم دیا جو سنہری اوراق میں اپنے کارہائے نمایاں کے ساتھ زندہ و تابندہ ہیں ان کا سرمایہ ءادب رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ علاقائی ادب کی ترویج اور ترقی کے ساتھ ساتھ اُردو ادب کا فروغ بھی ہمیشہ اس صوبے سے تعلق رکھنے والے ادیبوں کے مدِ نظر رہا ہے۔ اُردو ادب کے ذخیروں میں یہ قابل قدر اضافہ اس خطے کے لکھنے والوں کا کمال ہے۔

خیبر پختونخوا کے افسانہ نگاروں نے بھی سیاست و ثقافت کو پیش کیا اور ساتھ ساتھ دوسرے رجحانات کو بھی اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا۔ ایک معاشرے کی سیاست اور ثقافت کو سمجھنے کے لیے اُس معاشرے کے انتظامی ڈھانچے اور رسوم ورواج کو سامنے رکھنا ضروری ہے اور اُس معاشرے کے عوام کے چال چلن اور کردار کو پرکھنا پڑتا ہے۔ خیبر پختونخوا کے نثر نگاروں نے اپنے دور کی تہذیب وتمدن اور انتظامی ڈھانچے کو اپنے فکر و فن کے دریچوں سے دیکھا اور پرکھا۔ اُنہوں نے جو بھی کہانیاں لکھیں اُن میں معاشرے کے افراد کی زندگی کو پیش کیا۔ ہر دور کا افسانہ اپنے وقت کے انتظامی ڈھانچے اور تہذیب و تمدن کا آئینہ ہوتا ہے۔ خیبر پختونخوا کے پہلے دور کے افسانہ نگاروں نے اپنے وقت کے انتظامی ڈھانچے اور تہذیب و تمدن کی خوب عکاسی کی جن میں نصیر الدین نصیر، عنایت علی شاہ، شمیم بھیروی،، کلیم افغانی، فارغ بخاری، ملک راج آنند، خاطر غزنوی، رضا ہمدانی، ڈاکٹر اعجاز راہی، فہمیدہ اختر، سیدہ حنا، زیتون بانو وغیرہ شامل ہیں۔ افسانہ نگار عنایت علی شاہ جن سے خیبر پختونخوا میں افسانے کی بنیاد مستحکم ہوئی۔ عنایت علی شاہ نے اپنی تحریروں میں اپنی تہذیب و تمدن کی بھرپور عکاسی کی۔ شمیم بھیروی کی تحریر میں روانی اور بے ساختگی ہے۔ "کسم لتا" اور "کنوارا باپ" آپ کے نمائندہ افسانے ہیں جن میں اندازِ بیان کی وہ شگفتگی ہے جو اچھے افسانے کی خصوصیات میں شمار ہوتی ہیں۔

۲۰ویں صدی کے چوتھے عشرے میں کلیم افغانی نے افسانے کے ذریعے اِصلاح پسندی کا جذبہ اپنایا اور

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ادب کو مذہبی تعلیمات کے پھیلانے کا ذریعہ بنایا۔افسانہ نگار کے افسانوں کو پڑھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کی تمام روایات سے بغاوت اِختیار کرنا چاہتے ہیں۔آپ کے افسانے "اشکِ ندامت" اور "حسن آزاد" ہیں۔

خیبر پختون خوا کے اُردو ادب کے مینار فارغ بخاری ہیں۔جنہوں نے ادب کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔آپ خیبر پختونخوا کے پہلے صاحبِ مجموعہ افسانہ نگار ہیں۔فارغ بخاری ایک انقلابی اور حریت پسندانہ طبیعت کے مالک تھے۔آپ نے تحریک آزادی اور قیامِ پاکستان کے بعد جمہوریت اور اِظہار آزادی کے لیے جدوجہد کی اور اِس سلسلے میں کئی بار قید و بند کے مسائل سے دوچار بھی ہوئے۔فارغ بخاری نے پشاور کی ادبی فضا میں اپنا کردار ذمہ داری سے نبھایا۔اُنہوں نے صوبہ سرحد کے ادبی منظر نامے کو نہ صرف تخلیقی سطح پر توانائی بخشی بلکہ نوجوان شعراء اور ادیبوں کی تربیت بھی کی۔فارغ بخاری ہر کہانی میں معاشرتی و اخلاقی ذمہ داریوں کا اِحساس پیدا کرنا چاہتے ہیں۔آپ نے واعظانہ رنگ اِختیار کیا ہے جس سے آپ کا مقصد معاشرتی اِصلاح تھا۔آپ کی یہ واعظانہ خطابت کہانیوں کو بے رنگ نہیں کرتی۔آپ کا اندازِ بیان سادہ اور دِلنشین ہے۔بات جس دِلی خلوص قدر سے کہی گئی ہے قاری اِتنی ہی صداقت اور خلوص کا اثر قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ملک راج آنند نے ترقی پسند نظریات کے پرچار میں طبقاتی فرق سے پیدا ہونے والی سماجی ناہمواریوں کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی۔آپ کی حقیقت پسندی کا مقصد عوام الناس میں سماجی اور طبقاتی شعور پیدا کرکے ادب کو عوامی مسائل کا آئینہ دار بنانا ہے۔ خاطر غزنوی نے افسانے لکھے کم لیکن جو بھی لکھے ہندوستان کی تقسیم سے پیدا ہونے والے فسادات کے پس منظر میں لکھے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف اِنخلا کرنے والے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو موضوع بنایا۔افسانے "چیخ" "کتے" اور "انار کلی" تقسیم ملک کے بعد کے ہنگاموں پر مبنی ہیں۔آپ کے افسانے رومانوی انداز کے بھی ہیں اور کچھ کا موضوع طبقاتی تفاوت اور معاشرتی مسائل ہیں۔

رضا ہمدانی صاحب خاص طور پر وہ پہلے افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اُردو افسانے میں معاشرتی مسائل کے ساتھ ساتھ سیاست کو بھی موضوع بنایا۔آپ کی آنکھ سیاسی بصیرت رکھتی ہے۔افسانہ "فقیر" میں آپ نے نہ صرف علاقائی مسائل بلکہ عالمی تحریکوں کو بھی موضوع بنایا۔اس افسانے میں اُس وقت کے حکمرانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔جو معاشرے کے کرتا دھرتا تھے۔وہ کچھ اِس طرح سے ان سیاسی لوگوں کا عکس پیش کرتے ہیں:

"میں حیرت اور غم کا مجسمہ بن چکا تھا۔میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے میں سوچ رہا

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تھا کہ فقیر دُنیا سے بھوکا چلا گیا لہریں مارتے ہوئے دریا سے پیاسا چل بسا۔ سوسائٹی کے اجارہ دار فرعون سرمایہ دار، خدائی فوجدار، نفس پرست لیڈر، جنت کے ٹھیکدار خود غرض مولوی اور سود کا غلط راستہ بنانے والے پنڈت اور برہمن آرام و آسائش سے بے فکروں کی طرح اپنے اپنے محلوں، گلیوں، حجروں اور آشرموں میں زمین و آسمان کی قلابے ملا رہے ہوں گے"۔ (۵)

ڈاکٹر اعجاز راہی کے دو افسانوی مجموعے ہیں۔"تیسری ہجرت"اور"معتوب"۔ جن کے نمائندہ افسانوں "کور آنکھوں کا صحرا"، "دردِ آشوب"، "اکیلا آدمی"، "راستوں میں بے اماں مجسموں کی دریوزی گری"، "ہجرتوں کا موسم"، "تیسری ہجرت"، "سنگ میل"، "اندھیرے کا سفر"، "روشنی کی پہچان"اور "اُفتادگانِ خاک"وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے ان افسانوں میں موضوعات کا تنوع ہے۔ ان سب افسانوں میں معاشرتی، سیاسی، معاشی ناانصافیاں اور طبقاتی کشمکش کو عصر حاضر کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔۔ سیاست کا موضوع تو ڈاکٹر اعجاز راہی کا پسندیدہ موضوع رہا۔ آپ اپنے افسانے"افتادگانِ خاک" میں سوشلزم اور امپیریلزم کے تفاوت کو واضح کرتے ہیں اور آمروں کے استبداد سے پیدا ہونے والے نام نہاد جمہوریت کا ذکر کرتے ہیں۔(۶)

فہمیدہ اختر خیبر پختونخوا کی پہلی خاتون افسانہ نگار تھیں۔ آپ نے اپنی کہانیوں میں پشتون معاشرت، تہذیب و روایات اور اقدار سے ملک کے دوسرے علاقوں کے لوگوں کو آگاہی بخشی ہے۔ فہمیدہ اختر کے دو افسانوی مجموعے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئے ہیں۔ فہمیدہ اختر نے مقامی ماحول کی عکاسی کی ہے۔ کرداروں کے ناموں سے ہی قاری کے ذہن میں سرحدی قبائلی معاشرت کا ماحول اُجاگر ہونے لگتا ہے اور وہ مخصوص خطے کی مخصوص معاشرت سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے کہانی میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔

میاں سیف الرحمٰن کی تحریر میں صوبہ خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقوں کی ثقافت، اقدار و روایات کی بھر پور عکاسی ملتی ہے۔

سحر یوسفزئی نے پختونوں کی تہذیب و تمدن اور طرزِ زندگی کو اپنے جادو بیانی سے حقیقی رنگ میں پیش کیا ہے۔ آپ کے افسانے پختونوں کی معاشرت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بہترین ذریعے ہیں۔ آپ کا افسانوی مجموعہ "آگ اور سائے" کے نام سے شائع ہوا ہے آپ نے ان افسانوں میں زیادہ تر پختون معاشرے کے معاشرتی اور سماجی مسائل اور روایات میں جکڑے ہوئے لوگوں کی عکاسی کی ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

طاہر آفریدی کی تصانیف پشتون ثقافت کی آئینہ دار ہیں۔ آپ کا افسانوی مجموعہ "دیدن" شائع ہو چکا ہے۔ طاہر آفریدی نے خیبر پختون خوا کی معاشرت کی ترجمانی کی ہے اور اِس خطے کی معاشرتی زندگی اور رہن سہن کو پیش کیا ہے۔ آپ کی تحریروں میں معاشرت کے رسوم ورواج کے ساتھ لوگوں کے جذبات واحساسات کی عکاسی ملتی ہے۔ طاہر آفریدی کی کہانیوں میں پشتون تہذیب وثقافت کا پرچار ہوتا ہے۔ وہ اِس معاشرت کی خوبیوں کے گیت گاتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اُس کی خامیوں پر واویلا بھی کرتے ہیں۔ آپ نے پشتون ثقافت کے جملہ اجزاء شادی وغم، مہمان نوازی، حجرہ اور جرگہ پر لکھا ہے۔ اپنے افسانوں کے موضوعات اِنہی سے لیے ہیں۔ "درونِد پختون" افسانے میں افسانہ نگار منور روف نے مقامی یعنی دیہی زندگی کی تہذیب وثقافت کو بیان کیا ہے۔ دیگر کئی ایک افسانوں میں آپ نے پختون معاشرے کے طور طریقوں کو دُنیا سے متعارف کرایا ہے۔

سیاسی بصیرت کی وسیع النظری سیدہ حنا کے ہاں بہت زیادہ ملتی ہے آپ نے افسانہ "چکر میں" حکومتی نظام سنبھالنے والے کی ذمہ داریوں سے لاپرواہی کو موضوع بنایا ہے۔ اُم عمارہ نے مشرقی ومغربی پاکستان کے نام نہاد سیاست دانوں اور اکابروں کے ظلم وستم کو موضوع بنایا ہے۔ زیتون بانو نے اپنے فن میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ جب تک ریاست کی سیاست شامل نہ ہو اس وقت تک عوام بیداری کے لیے شعوری کوشش اور جدوجہد نہیں کرتی۔

یوسف عزیز زاہد نے سیاسی شعور کو بیدار کیا۔ آپ کے افسانے "جیون ایک ناٹک" میں معنی خیز سیاسی حوالہ موجود ہے اور اسی طرح افسانہ "تاریک بستی میں فاسفورس" میں ایک مدبر سیاسی قیادت کی کمی کا احساس دلاتا ہے۔ ڈاکٹر پروین نے اپنی کہانیوں میں حکام بالا کی لاپرواہی، اختیارات کا غلط استعمال، اقرباءپروری اور صاحب اقتدار طبقے کی بے حسی اور مجرمانہ غفلت کی طرف واضح اشارے کیے ہیں۔ سیاست کے داؤ پیچ سمجھنا اور اس کی گھتیوں کو سلجھانا عام ذہنی سطح رکھنے والے افراد کے بس کی بات نہیں۔ علاقائی سطح پر بالعموم اور عالمی منظر نامے پر اُٹھنے والی سیاسی تحریکوں کو بالخصوص سمجھنا جس قدر ایک لازمی امر ہے اسی قدر مشکل بھی ہے۔ لیکن خیبر پختونخوا کے ابتدائی اور جدید افسانہ نگاروں نے ذکر کیے گئے گتھیوں کو سلجھانے کی ایک بھرپور کوشش کی ہے۔

سیاست کے ساتھ ساتھ اِن افسانہ نگاروں نے معاشرتی تغیرات اور انسانی رویوں کی تبدیلی کو بھی پیش کیا ہے۔ ہمارا معاشرہ اور خاص طور ہمارے ملک کا معاشرہ جدید انقلابات سے متاثر ہو رہا ہے خیبر پختونخوا کے افسانہ نگار بھی رسوم ورواج کے مثبت پہلو کو پیش کر رہے ہیں تاکہ منفی پہلو کا خود بخود قلع قمع ہو۔ ان افسانہ نگاروں نے

رسوم رواج کا ایک تو اظہار اچھے انداز سے کیا اور دوسرا مغربی علوم و فنون، عقلیت، سائنس کی افادیت کو نمایاں کیا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی سے بہت سی توہمات کا خاتمہ ہوا۔ ادب معاشرے کا عکاس اور معاشرے کا اثر ادب پر ہوتا ہے اس لیے تمام اصناف میں جدت آئی۔ نئے افسانہ نگاروں نے شعوری طور پر افسانے کا رشتہ اپنے دور کی سیاست اور معاشرہ سے ملا کر اجتماعی زندگی کی تصویر اور عقلی حل پیش کرنا شروع کر دیا اور ادب کو مکمل طور پر زندگی کے مقاصد کا ترجمان بنایا۔

آصف اقبال سلیم صنف افسانہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے افسانوں میں حسن و عشق کے ساتھ مقامی تہذیب و ثقافت کے نقوش اُبھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے تہذیب، ثقافت، سیاست، جاگیردارانہ آمریت، فرقہ واریت، منافقت، دہشت گردی، مالی مسائل اور منافقت کے موضوعات پر افسانے لکھے۔

افسانہ نگار آصف حسرت نے اپنے افسانوں میں سماج کے حقائق کو بے نقاب کیا ہے۔۔ آپ نے افسانوں کے ذریعے معاشرے کی تہذیب و تمدن اور سیاست کو بھی موضوع بنایا ہے۔

انور خواجہ اپنے عہد کے نمائندہ افسانہ نگار ہیں انور خواجہ نے زندگی کو جس طرح دیکھا اُسی طرح اُس کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ آپ کے افسانوں میں زندگی اپنی تمام تر خوبصورتیوں، جلوہ سامانیوں اور تلخ رُجحانات کے ساتھ نمایاں ہے۔ آپ نے جو کچھ دیکھا اُس کو محسوس کیا اور پھر اپنے افسانوں میں اچھے پیرایۂ انداز سے بیان کیا۔ آپ کا افسانوی فن اِرتقاء پذیر ہے کیونکہ آپ نے زندگی کے تغیرات و انقلابات کو کہانیاں بنا کر پیش کیا ہے۔ آپ کی کہانیاں حقیقت کا حسین اِمتزاج ہے۔ آپ کے افسانوں میں ادبی صداقت موجود ہے۔ آپ نے معاشرے کے اچھے اور بُرے حالات و واقعات کو کرداروں کے ذریعے پیش کیا ہے۔ آپ کے افسانوں کے کردار حیوان ہوتے ہیں جن کو علامت سے ظاہر کیا گیا ہے جو ریچھ اور بندر ہیں جو ظالم اور رحم دل دونوں پہلوؤں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی کہانیوں میں اس دنیا میں بسنے والے انسانوں اور حیوانوں کے باہمی تعلقات ، محسوسات اور جذبات مثلاً پیار و محبت، نفرت، حسد، بغض، کینہ، جنسی بھوک، پیٹ کی بھوک اور دوسری ناانصافیوں اور معاشی مسائل کو حقیقی انداز سے پیش کیا ہے اور اِن مسائل کے حل کے لیے تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ آپ نے افسانوں میں تہذیب و ثقافت کے نقوش کو نمایاں کیا ہے اور سرحدی ماحول اور خاص طور ہزارہ کے پہاڑی علاقوں کی عکاسی کی ہے۔ اور وہاں پر موجود جانوروں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ افسانوی مجموعہ "پکار" جانوروں کی کہانیوں پر مبنی ہے۔

"چاروں طرف برفانی چوٹیاں سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں سامنے کی پہاڑی پر سبزے کے قطعے آنکھوں کو طراوت دیتے تھے"۔(۷)

"دُنیا کی عظیم ترین چٹانیں موجود ہیں جن کی لمبائی اور چوڑائی ہزاروں فٹ میں شمار ہوتی ہے۔ برف کے بے شمار تودے سینکڑوں سال سے ایک عظیم الجثہ اژدھے کی طرح پڑے ہیں"۔(۸)

انور خواجہ ہزارہ خطے کے وہ بڑے افسانہ نگار ہے جس نے اپنی کہانیوں میں تہذیبی، ثقافتی و سیاسی عناصر ورجانات کی عکاسی کی۔ انور خواجہ کی کہانیاں معاشرے کے حقائق کی صحیح تصویریں ہیں جن سے قاری آسانی سے آگہی حاصل کرلیتا ہے۔ انور خواجہ کا افسانوی ادب سماج کی عکاسی کے حوالے سے اُن کے گہرے مشاہدے اور فنی بصیرت کی اعلیٰ مثال ہے۔

مذہبی اقدار کو پشتون ثقافت اور پشتون سماج میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مذہب اور شعائرِ اِسلام کی پابندی پشتونوں کی زندگی کا لازمی جُزو ہے۔ دیگر سماجوں کی نسبت پشتونوں کی مذہب سے عقیدت بہت گہری ہے۔ اِسلامی شعائر کی عکاسی اِن کے طور طریقوں اور رسوم و رواج میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ پشتون سماج میں جس طرح سماجی اقدار مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں اِسی طرح مذہبی اقدار میں بڑی مضبوطی پائی جاتی ہے، مذہبی اقدار کی سرپرستی اور اس پر عمل درآمد پشتونوں کی منفرد پہچان ہے۔ مذہبی اقدار کی عکاسی جس طرح سماجی سطح پر دیکھنے میں آتی ہے اُسی طرح خیبر پختون خوا کے اُردو افسانے میں بھی اس کے دلکش مرقعے نظر آتے ہیں۔ پشتون ثقافت کی عکاسی کرنے والی مشرف مبشر اُردو افسانے میں بڑے دِلکش انداز میں اپنی ثقافت پیش کرتی نظر آتی ہے۔ مشرف مبشر اپنے افسانے "دھوپ چھاؤں" میں کچھ اس طرح عکاسی کرتی ہے:

"اس سلگتے سمے رمضان کا مہینہ آگیا، مسجدیں آباد ہونے لگیں، کیونکہ نمازیوں کی تعداد اس مقدس مہینے میں بڑھ جاتی ہے۔ نمازِ تراویح کے وقت مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ ہوتی کچھ دین کی پاسداری تھی اور کچھ ماہِ مقدس کا خیال کہ روٹھے ہوئے خود بخود قریب آنے لگے کئی مہینوں سے جن میں سلام دعا نہ تھی جھکے سروں اور نیچی نظروں سے ایک دوسرے کو سلام کرنے لگتے۔۔۔ مغرب کی اذان سے پہلے افطاری کا سامان اپنے قریبی ہمسائے کے ہاں ضرور بھیجا جاتا"۔(۹)

مذہبی اقدار کی پاسداری سماج میں اتفاق و اتحاد کے فروغ کا باعث ہوتی ہے۔اِسلام کی سطح پر

اجتماعیت، اُخوت اور بھائی چارے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فرد کے لیے نہ صرف اِسلامی اُصولوں پر عمل کرنا لازمی ہوتا ہے بلکہ اپنے اِرد گرد کے لوگوں اور اُن کے حقوق کا خیال رکھنا بھی لازمی ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں سماجی بُرائیوں کی وجہ سے سماجی سطح پر جو بگاڑ پیدا ہوا ہے، تو بگاڑ کو ختم کرنے میں مذہبی اقدار پر عمل درآمد کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افسانہ نگاروں کے ہاں اس کی عکاسی بہت دلکش اور بہترین انداز میں نظر آتی ہے۔ افسانہ نگار نے متنوع موضوعات پر افسانے لکھے ہیں۔ سماج، تہذیب و تمدن، معاشرت، معیشت اور سیاسی موضوعات پر افسانے تخلیق کیے ہیں۔ انہوں نے بڑے خوب صورت انداز سے سماجی رسم ورواج، رہن سہن، تہذیب و تمدن، ثقافت اور سیاسی اثرات کو مدِ نظر رکھ کہانیاں تخلیق کی ہیں۔

ساجد خان خیبر پختون خوا کے ایک اُبھرتے ہوئے اور منفرد افسانہ نگار ہیں۔ اپنی تخلیقات اور بہترین افسانہ نگاری کی وجہ سے اس نے بہت جلد ادبی حلقوں میں اپنا نام اور مقام پیدا کیا۔ آپ کے افسانوں میں مختلف ادبی رنگ جھلکتے نظر آتے ہیں کبھی یہ رنگ رومانیت کی صورت میں کبھی ترقی پسندی کی صورت میں اور کبھی سماجی حقیقت نگاری کی صورت میں یعنی اگر ایک طرح سے دیکھیں تو۔

مقامیت کی عکاسی مشرف مبشر اپنے افسانے میں کچھ اس طرح کرتی ہے:

> خان کے حُجرے دلی اور حیدر آبادی دستکاریاں دکھارہی ہوتیں تو مرزا کی دالان میں سرحد کی کشیدہ کاریاں گل بُوٹے کھلاتی نظر آتی"۔ (۱۰)

جب کسی مقام پر دو مختلف سماجوں کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو اُس جگہ کے جو مقامی عناصر ہوتے ہیں، وہ اپنی اصل صورت تبدیل کرکے دونوں سماجوں میں گڈمڈ ہوجاتے ہیں، ایسے میں جگہ کی مقامیت ایک الگ صورت میں سامنے آتی ہے اس علاقے کے لوگوں کے طور طریقوں پر دونوں سماجوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔ سیاسی خلفشار اور خیبر پختون خوا کے افسانے پر اس کے اثرات کو بہت زیادہ محسوس کیا جاتا ہے۔ اس ایک پیراگراف سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"اچانک اس کی نظر ایک تصویر پر جا ٹکی پارٹی کے جس اعلیٰ عہدے دار نے اُسے مخالف امیدوار کو قتل کرنے پر اُکسایا تھا۔ 'وی' کا نشان بنائے مخالف پارٹی کے عہدیدار کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے مسکرا رہا تھا"۔ (۱۱)

خیبر پختون خوا کے کہانی کاروں کے ہاں مقامی شہر اور دیہاتی زندگی کے رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ خیبر پختون خوا ترقی کے لحاظ سے ایک غیر ترقی یافتہ صوبہ ہے۔ وسائل کی کمیابی کی وجہ سے سہولیات زندگی کی یکساں

فراہمی ممکن نہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ صوبہ سماجی لحاظ سے دو حصوں میں بٹ گیا ہےایک شہری اور دوسرا دیہاتی۔شہری سماج عام طور پر ترقی یافتہ اور زندگی کی تمام سہولیات سے معمور تصور کیا جاتا ہے۔جدید دور کے جو سہولیات زندگی ہوتے ہیں عام طور پر شہری سطح پر وہ میسر ہوتے ہیں لیکن اِس کے مقابلے میں دیہاتی زندگی میں محدود ہوتے ہیں۔اِس کے علاوہ لوگوں کے طور طریقے اور سماجی اقدار بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔اقبال ندیم اپنے افسانے میں لکھتے ہیں:

> ''اب گاؤں میں بھی مکئی کے بھٹے سے لے کر پولکا آئس کریم تک میسر ہیں۔فرق صرف اتنا یہ ہے کہ شہر کا ڈاکٹر دیکھ بھال کر اور عمر کے حساب سے 'ٹسٹورن' کا انجکشن لگاتا ہے۔جبکہ گاؤں کا ڈاکٹر اپنے کھولی نما کلینک میں ہر کس و ناکس کو اِنٹی بائیوٹکس کھلاتے چلا جارہا ہے۔اگر گاؤں میں کھلی فضااور نسبتاً اچھی خوراک نہ ہوتی تو روزانہ درجنوں جنازے اُٹھتے''۔ (۱۲)

فیروزہ بخاری خیبر پختون خوا کے افسانہ نگاروں میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔پختون سماج کے اقدار اِنصاف ،جمعیت ، حمیت ، جرأت ،اِرادہ ، علم و حلم ، حریت اور شان و شوکت وغیرہ ہیں۔اقدار کے متعلق آپ کا کہنا ہے کہ اقدار کا وجود اور ہئیت اِنسان کے عروج سے اور اِنسان کا وجود اقدار سے ہے۔

رحیم گل ایک ہمہ جہت ادیب ہیں، جنوبی خیبر پختونخوا کی زندگی ،سیاست اور معاشرت کی جو تصویر آپ نے اپنے افسانوں میں کھینچی ہے وہ حقیقت سے قریب تر ہے۔

شعیب قریشی کوہاٹی نے اپنی کہانیوں میں قبائلی معاشرت کی عکاسی کی ہے لیکن ساتھ ساتھ اِن مقامی معاشرت کی عکاسی میں رومانی پہلو بھی نمایاں ہے۔

شمیم فضل خالق پشتون ثقافت کو موضوع بنایا ہے افسانہ نگار خود عورت ہے پردے کے متعلق بھی آپ نے اپنی کہانیوں میں بہت کچھ بتایا ہے۔ (۱۳)

اپنے افسانوی مجموعے میں افسانہ نگارنے پشتون ثقافت کے بعض اور پہلوؤں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً اُنہوں نے پشتون لوگ کے لب ولہجہ ، وضع قطع، ملنا جلنا، شادی بیاہ، نسوار اور قہوہ خانوں کی عکاسی کی ہے۔

خیبر پختونخوا کے اُبھرتے ہوئے افسانہ نگار فیاض عزیز نے افسانوں میں سیاسی وثقافتی رجحانات کی عکاسی بڑی شائستگی سے کی ہے(۱۴) قیوم مروت خیبر پختونخوا کے نامور ادیب ہیں۔آپ نے اپنی تصنیفات میں خیبر پختونخوا

اور خاص طور پر اپنے علاقے کے عوام کے بود و باش، ثقافت، تہذیب و تمدن، رسوم و رواج اور آپس کے سماجی تعلقات کی خوب عکاسی کی۔ آپ نے اپنے افسانوی مجموعے میں پشتون عوام کی بہادری، غیرت، ننگ، مہمان نوازی، مذہبی اقدار و عقائد اور معاشرے کے دوسرے رسوم و رواج کی عکاسی کی ہے۔

محبت خان بنگش کی کہانیاں سرحدی معاشرت کی عکاس ہیں۔ "کانچ کی چوڑیاں" کی کہانیوں کا تعلق ہمارے ماحول معاشرت اور ہماری تہذیب سے ہے۔

ڈاکٹر اویس قرنی کا شمار خیبر پختون خوا کے نامور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے رپورتاژ کے علاوہ افسانے بھی لکھے۔ آپ کا افسانوی مجموعہ "اگلی بار" منظرِ عام پر آیا ہے۔ اویس قرنی اس دور کے ایک اہم افسانہ نگار ہیں ان کے افسانوں میں اگرچہ مختلف جہتوں اور مختلف تحاریک کی عکاسی نظر آتی ہے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن کے نقوش بھی ملتے ہیں۔ دیہاتی ماحول کی عکاسی آپ کے افسانوں میں خوب نظر آتی ہے ایک اقتباس افسانہ "ایک خط" سے ملاحظہ ہو:

> "شاید یہ سچ ہو لیکن ایک سچ اور بھی ہے جسے تم نہیں سمجھ سکو گی اس روز جب پہلی بار ثمینہ اور نکہت کے ساتھ جانے کے بعد میں نے ان کے گھر کے قریب بہتی ہوئی ندی دیکھی تو مجھے شدت سے اپنے گاؤں کے دریا کی یاد آگئی جہاں بچپن کی بہت سی کہانیاں چھوڑ آیا تھا۔ جہاں پندرہ بیس نہانے والوں کے جمگھٹ کے باوجود مجھے ہمیشہ سوہنی، ریشما، شمع اور دانی کا انتظار رہتا تھا"۔ (۱۵)

صوبہ خیبر پختون خوا کی زیادہ تر آبادی دیہات پر مشتمل ہے دیہاتوں کی سطح پر دوسرے سماج کے لوگوں کے ساتھ ربط و تعلق کم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں پر سماجی اقدار، تہذیب و ثقافت، روایات اور فطرت اپنی اصل صورت میں جلوہ فگن ہوتی ہے دیہاتیوں کی بے ریا طرز معاشرت اور پر خلوص محبت بہت ہی اثر انگیز ہوتی ہے سماج کی اصل روح کو زندہ کرنے کے لیے دیہاتی فضاء کی عکاسی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اویس قرنی کے افسانوں میں بھی جابجا دیہاتی فضا کی عکاسی نظر آتی ہے۔

> "جب ہم وہاں پہنچے تو نشیب کے پیالے میں پالہ جم چکا تھا راستے میں جگہ جگہ لوگ اپنے گھر وں کے سامنے سے برف ہٹانے میں مصروف تھے لیکن اس کی رہائش کے آگے برف کا ڈھیر دیکھ کر کوئی اچھنبا نہیں ہوا"۔ (۱۶)

افسانہ نگار منیر احمد فردوس نے سماج میں ہونے والے ظلم و ستم، انتہاء پسندی، سیاست اور دہشت گردی کو اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا ہے۔

حامد سراج کے افسانوں میں دیہاتی زندگی کی منظر کشی ملتی ہے۔ اِس منظر کشی سے دیہی زندگی کی ثقافت بڑے واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ آپ نے زیادہ تر دیہات کی کھلی فضا، کھیت کھلیان، میلے ٹھیلے اور محنت مزدوری کرنے والے عوام کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ آپ نے زیادہ تر اپنے افسانوں کی کہانیوں میں گاؤں میں رہنے والوں کے حالات، جذبات و احساسات اور مشکلات کو بیان کیا ہے۔ وہاں کے ماحول میں جنم لیتی ہوئی ہر کہانی کو اپنے حقیقی اور فطری انداز میں پیش کیا ہے۔

اِن مذکورہ افسانہ نگاروں کے علاوہ اور افسانہ نگار بھی ہیں۔ جنہوں نے خیبر پختون خوا کی تہذیب و ثقافت کی عکاسی اپنی کہانیوں میں کی ہے۔ اِن میں محمود شوکت، اجمل بصر، جعفر محمود قریشی، عصمت بی بی، رُخسانہ جاوید، فریدہ نور، ذکیہ سلطان، اسلم جدون، گل چہرہ، مریم حضور احمد، طلعت اِمتیاز نقوی، فریدہ نواز، محمد ضیاء الدین، خلش آفریدی، نسرین عباسی، احمد سروش، سید نعمان، اِحسان بلوچ، عمران شاہد، پروفیسر پرویز رستم، یحییٰ خالد، پروفیسر عبدالحئی، پروفیسر محمد علی بخاری، عظمت ہمامجاز، سلیم راز، جمال ملک، روبینہ قمر، جان عالم، ناہید غزل، محمد حمید ناظر، خوشحال ناظر، خورشید ربانی، وجاہت علی، خواجہ تنویر علوی، عجب خان، جاوید بخاری، محمد ایاز غزل، شہزاد میر، شاہد انور شیرازی شامل ہیں۔ اِن افسانہ نگاروں نے اپنے قلم سے صوبہ خیبر پختون خوا کی تہذیب و تمدن اور ثقافت کو افسانے کے ذریعے دُنیا سے متعارف کرایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سبط حسن، ''پاکستان کی تہذیب کا اِرتقاء''، مکتبہ دانیال، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۳

۲۔ پروفیسر انور جمال، ''ادبی اصطلاحات''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۵ء، ص ۸۷

۳۔ محمد خاور نوازش، ''ادب زندگی اور سیاست'' مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۲ء، ص ۲۷

۴۔ اعجاز حسین، مضمون ''ادب اور سیاست''، مشمولہ ادب زندگی اور سیاست، مثال پبلشرز فیصل آباد، ۲۰۱۲ء، ص ۳۳۳

۵۔ رضا ہمدانی، افسانہ "فقیر"، ماہنامہ، ''ندا''، دارالاشاعت، حمیدیہ پریس، پشاور، ۱۹۳۸ء، ص ۲۱

۶۔ رختاج امین، ڈاکٹر، ''صوبہ سرحد میں افسانہ''، غیر مطبوعہ مقالہ، شعبہ اردو جامعہ پشاور، ۱۹۹۵، ص ۳۶۳

۷۔ انور خواجہ، "بوزنے بندر"، فلیپ، سرورق، الرزاق پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۳۳
۸۔ ایضاً، ص ۳۰
۹۔ مشرف مبشر، "برکھا کی بدلی"، دستاویز مطبوعات، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۹
۱۰۔ مشرف مبشر، "برکھا کی بدلی"، دستاویز مطبوعات، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۵۷
۱۱۔ ساجد خان، "مجھے روشنی چاہیے"، فرینڈز پبلشرز، راولپنڈی، ۲۰۱۱ء، ص ۹۰
۱۲۔ اقبال ندیم، "برگِ آوارہ"، کتاب نگر، حسن آرکیڈ، ملتان، ۲۰۰۷ء، ص ۹۵
۱۳۔ شمیم فضل خالق، "بدلتے موسموں کے رنگ"، ملت ایجوکیشنل پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷۸
۱۴۔ محمد فیاض عزیز، "جھیل کنارے"، قلم دوست پبلشر، راولپنڈی، ۲۰۰۶، ص ۴۲
۱۵۔ اویس قرنی، ڈاکٹر، "اگلی بار"، آہنگِ ادب، ایکسپرٹ گرافکس، پشاور، ۲۰۱۸ء، ص ۶۱
۱۶۔ ایضاً، ص ۷۶۔